کا بھی مذکورہ صحیح نہیں ہے متقدمین مفسرین کے خلاف جرأت بیجا ہے پھر "حتی" اور "حتی" کے جو معنی انھوں نے خود بیان کئے ہیں ان کی نسبت انھیں خود اعتراف ہے کہ یہ معنی غریب ہیں اس بنا پر جب تک سیاق و سباق میں کوئی قرینہ قویہ موجود نہ ہو یہ معنی مراد نہیں لئے جا سکتے اور افسوس ہے کہ کوئی قرینہ اس کے لئے ایسا قوی موجود نہیں ہے اسی طرح ذبح بقرہ اور قتل نفس پر بحث کے سلسلہ میں کَذَالِکَ یُحْیِ اللّٰہُ الْمَوْتٰی کی تفسیر میں فاضل مصنف کا حیات سے پرامن زندگی اور موت سے پریشان زندگی مراد لینا بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ اول تو "کذالک" خود اس کی طرف اشارہ ہے کہ حیات اور موت سے مراد ان کے حقیقی معنی ہیں اگر معنی وہ ہی مراد ہوتے جو مولانا نے بیان کئے ہیں تو اس میں کوئی عجوبہ بات نہ تھی اور اس بنا پر اس واقعہ کو "کذالک" فرما کر حیات بعد الموت کے لئے بطور استشہاد پیش کرنے کی ضرورت نہ تھی پھر فاضل مصنف نے "ولکم فی القصاص حیوۃ" اور ایک اور آیت سے جو استشہاد کیا ہے وہ بھی صحیح نہیں کیونکہ قصاص والی آیت میں حیوۃ سے مراد پرامن زندگی نہیں بلکہ حقیقی زندگی ہی ہے اسی طرح "فکاَنَّمَا اَحْیَا النَّاسَ جَمِیْعًا" میں "کانما" خود اس کا قرینہ ہے کہ "احیا" سے مراد حقیقی طور پر زندہ کرنا ہے یہ اور اس قسم کی اور بھی متعدد تفسیریں ہیں جن سے ہم کو اختلاف ہے اور اس اختلاف کے لئے قوی وجوہ بھی ہیں جن کے بیان کرنے کی نہ یہاں ضرورت ہے اور نہ گنجائش لیکن اس سے کتاب کی افادیت اور اہمیت میں فرق نہیں آتا اس میں شبہ نہیں کہ فاضل مصنف کا قرآنی ذوق بہت سلجھا ہوا اور شگفتہ ہے۔ اس مجموعہ کے سب مضامین کافی غور و فکر اور تلاش و تحقیق کے بعد لکھے گئے ہیں پھر انداز بیان بھی دلچسپ اور عام فہم ہے جس میں کوئی گنجلک نہیں جو کچھ لکھا ہے مدلل لکھا ہے خصوصاً بعض مقالات مثلاً حضرت موسیٰؑ کے واقعہ ایذا رسانی کی تحقیق "والنجم اذا ھوی" اور بعض اور مضامین بہت قابل قدر اور فاضلانہ ہیں امید ہے کہ ارباب ذوق اس کی قدر کریں گے۔

ہزار سال پہلے از جناب مولانا سید مناظر احسن صاحب گیلانی تقطیع متوسط ضخامت

۲۸ صفحات کتابت وطباعت بہتر قیمت مجلد للعہ، پتہ:۔ انجمن ثمرۃ التربیت سورتیان دیوبند

دارالعلوم دیوبند کے سورتی طلبا نے ثمرۃ التربیت کے نام سے ایک انجمن قائم کی ہے جس کا مقصد طلبا میں تحریر وتالیف کا ذوق پیدا کرنا اور اچھی کتابوں کا شائع کرنا ہے خوشی کی بات ہے کہ اس دوسرے مقصد کا آغاز انجمن نے ایک ایسی فاضل ہستی کے رشحات قلم سے کیا ہے جو خود ناظورہ دارالعلوم کی انگشتری کا ایک چمکتا ہیرا ہے اس کتاب میں فاضل مصنف نے تیسری اور چوتھی صدی ہجری کے نامور مسلمان سیاحوں اور جغرافیہ نویسوں کی کتابوں کی مدد سے آج سے ایک ہزار سال پہلے کے ہند، چین، مشرق وسطیٰ اور شمالی افریقہ کی اسلامی اور غیر اسلامی حکومتوں کے حالات۔ رسوم وعوائد۔ اوہام وتخیلات۔ سماجی اور اقتصادی معاملات وتعلقات اپنے مخصوص انداز میں بیان کئے ہیں اور واقعات کے بیان کے ساتھ ان سے جو نتائج مرتب ہوتے ہیں ان کا بھی ذکر ہوتا گیا ہے اس اعتبار سے یہ کتاب معلومات افزا مفید اور دلچسپ بھی ہے اور عبرت انگیز ونصیحت آموز بھی خاص ہند اور چین کے حالات میں مسلمانوں کے ساتھ اس زمانہ کے ہندوؤں اور بدھوں کے شگفتہ وخوشگوار تعلقات کی جو تصویر اس کتاب میں نظر آتی ہے اس سے یہ حقیقت بالکل صاف نمایاں ہوجاتی ہے کہ آج کل دونوں قوموں میں جو کشیدگی بلکہ منافرت پائی جاتی ہے اس کی وجہ خواہ کچھ ہو لیکن بہرحال مذہب اس کی بنیاد ہرگز نہیں ہوسکتا جیسا کہ فاضل مصنف نے خود مقدمہ میں لکھا ہے یہ کتاب دراصل موصوف کی چند منتشر اور غیر مرتب یادداشتوں کا مجموعہ ہے جو پہلے قسط وار رسالہ دارالعلوم میں چھپتا رہا اور پھر طلبا کے اصرار سے مولانا نے اس کو نظرثانی اور ترتیب کے بغیر ہی کتابی صورت میں چھاپنے کی اجازت دے دی۔ اسی بنا پر اس میں نہ وہ ترتیب اور ربط مضامین ہے جو ایک پہلے سے سوچی ہوئی تالیف میں ہونا چاہئے اور نہ وہ جامعیت معلومات ہے جو مولانا موصوف ایسے وسیع النظر عالم کی تصنیف سے متوقع ہوسکتی ہے۔ تاہم کتاب موجودہ حالت میں بھی لائق مطالعہ اور دلچسپ ہے اور اگرچہ کتابت وطباعت کی غلطیاں بھی بکثرت رہ گئی ہیں لیکن پہلا کارنامہ ہونے کے لحاظ سے طلبا کی انجمن